103889 ـ مذموم غلو كيا ہے ؟

سوال

اسلام ميں تنطع كيا ہے، اور كيا چہرے كا پردہ كرنا اور داڑھى ركھنا اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے سب افعال كا التزام كرنا، اور دين ميں ہر نئے كام كا انكار كرنا تشدد كہلاتا ہے ؟

اور درج ذيل حديث نبوى:

" نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كو جب بھى دو معاملوں كا اختيار ديا جاتا تو آپ اس ميں سے آسان كو اختيار فرماتے " كا معنى كيا ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

جس حديث ميں تنطع اور غلو كى مذمت آئى ہے وہ عبد اللہ بن عباس رضى اللہ تعالى عنہما سے مروى ہے جس ميں وارد ہے كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" تنطع يعنى غلو كرنے والے ہلاك ہو گئے، آپ نے يہ بات تين بار دھرائى "

صحيح مسلم حديث نمبر (2670).

تنطع اور متنطعين كى شرح ميں علماء كرام كى بہت سارى عبارات ہيں جن كا معنى ايك ہى ہے اس ميں كوئى اختلاف و تعارض نہيں، اور يہ سب ايك ہى معنى پر متفق ہيں، جو ايسى جگہ تكلف اور تشدد كرنا ہے جہاں نہيں كرنا چاہيے، يعنى غير صحيح مقام پر تشدد اور تكلف سے كام لينا تنطع كہلاتا ہے ذيل ميں تنطع كے معانى ديے جاتے ہيں:

1 ـ عبادت اور معاملہ ميں غلو سے كام لينا، وہ اس طرح كہ يہ زائد مشقت كا باعث بنے، اور پھر شريعت اسلاميہ نے تو وہى حكم ديا ہے جس ميں آسانى و سہولت ہے اور دين ميں تشدد سے منع فرمايا ہے، لوگوں نے دين ميں جو تشدد اور غلو كر ليا ہے اس كى كئى صورتيں ہيں جنہيں علماء نے تنطع ميں شمار كيا ہے ان صورتوں كوشمار كرنا مشكل ہے.

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" یعنی تعمق اور غلو کرنے والے جو اپنے افعال و اقوال میں حد سے تجاوز کرتے ہیں " انتہی

دیکھیں: شرح مسلم (16 / 220).

2 ۔ دین میں بدعات کی ایجاد: یعنی اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نےجسے حرام نہیں کیا اسے حرام کر دینا، اور عبادات کی ایسی صورتیں ایجاد کرنا اور التزام کرنا جس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں وجود نہ تھا.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" وہ رہبانیت اور عبادات جسے اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع نہیں کیا یہ مشرکوں کی جنس تحریم میں شامل ہوتی ہیں جنہیں اللہ نے ان کے لیے حلال کیا تھا لیکن انہوں نے خود اپنے اوپر حرام کر لیں.

اور یہ بالکل اسی تنطع اور غلو اور تعمق کی مثل ہے جس کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

" غلو کرنے والے ہلاك ہو گئے "

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے:

" اگر میرے لیے مہینہ اور لمبا کر دیا جاتا تو میں وصال کرتا (یعنی تسلسل کے ساتھ روزے رکھتا رہتا) ایسا وصال کہ غلو کرنے والے اپنے غلو کو چھوڑ دیتے "

مثلا حد سے زیادہ بھوك اور پیاس جو عقل و جسم کے لیے نقصاندہ ہو، اور واجبات و فرائض یا مستحبات کی ادائیگی میں رکاوٹ بنے.

اور اسی طرح ننگے رہنا اور جوتے نہ پہنا اور چلنا جو انسان کے لیے مضر ہو اور اس میں کوئی فائدہ نہ ہو، مثلا ابو اسرائیل کی حدیث جس نے نذر مان رکھی تھی کہ وہ روزہ رکھے گا اور کھڑے رہے گا اور بیٹھے گا نہیں، اور نہ ہی سایہ اختیار کریگا،اور بات چیت بھی نہیں کریگا، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اسے حکم دو کہ وہ بیٹھ جائے اور سایہ اختیار کرے، اور بات چیت بھی کرے اور اپنا روزہ مکمل کر لے "

اسے بخاری نے روایت کیا ہے، اور یہ باب بہت وسیع ہے " انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی (10 / 620).

3 ۔ کلام میں گہرائی اور باچھیں کھول کر تکلف سے فصیح کلام کرنے کی کوشش، جس سے لوگوں کے دل اس کی جانب مائل ہوں، نہ تو اس کا کوئی معنی ہو اور نہ ہی وہ کلام کوئی مضمون رکھتی ہو، اور اس کے ایسا کرنے سے کسی فائدہ کی امید نہ ہو.

4 ابن ابی الدنیا نے یہ حدیث رسالۃ " الغیبۃ و النمیمۃ " میں کلام میں گہرائی کی مذمت کے باب میں بیان کی ہے جس میں عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" مجھے اپنی امت میں جس چیز کا سب سے زیادہ خوف ہے وہ ہر علیم اللسان منافق ہے "

دیکھیں: الغیبۃ والنمیمۃ (15) اور مسند احمد (1 / 22) محققین نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے.

اور اس میں عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کا قول بھی مروی ہے: کلام میں تکلف کرنا شیطان کی جانب سے ہے "

اور ابن اثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" المتنطعون: وہ لوگ جو کلام میں غلو اور گہرائی اختیار کرتے ہیں، اور حلق کے آخری حصہ سے کلام کرتے ہیں، یہ نطع سے ماخوذ ہے جو منہ کے اوپر غار ہے، پھر اسے ہر قول اور عمل کے تعمق میں استعمال کیا جانے لگا " انتہی

دیکھیں: النہایۃ (5 / 164).

5 ۔ لا یعنی اشیاء میں غور و خوض کرنا، اور ایسے سوال کرنا جو نہیں کرنے چاہیئں اور بلا فائدہ بحث میں تکلف کرنا.

خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" المتنطع: کسی چیز میں تعمق اختیار کرنے والا، اہل کلام جو ایسی اشیاء میں داخل ہونے ہیں جن کا کوئی فائدہ نہیں وہ لا یعنی اشیاء ہیں کے مذاہب کو تلاش کرنے کا تکلف کرنے والا ، یہ اہل کلام ایسے ہیں وہ ایسی اشیاء میں غور و خوض کرتے پھرتے ہیں جہاں ان کی عقل پہنچ ہی نہیں سکتیں "

ماخوذ از: عون المعبود (12 / 235).

اور ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" المتنطع: وہ شخص جو لا یعنی اشیاء میں بحث و تلاش کرے؛ کیونکہ واجبات اور حرام میں جن حکم کا ذکر نہیں اس کے متعلق کثرت سے سوال کرنا اور تلاش کرنے سے بعض اوقات اس کے حرام ہونے کا اعتقاد پیدا ہو جائیگا یا پھر واجبات یا حرام کے مشابہ ہونے کی بنا پر اس کے واجب و حرام ہونے کا اعتقاد بن سکتا ہے.

لہذا اس کو قبول کرنے میں ہی عافیت ہے، اور اس کو تلاش اور سوال کرنے سے رکنا ہی بہتر ہے " انتہی

دیکھیں: العلوم و الحکم (285).

پھر ابن رجب رحمہ اللہ نے مجھول امور غیبیہ اور متکلف فقھی فروق کی ایسی مثالیں ذکر کی ہیں جن کے متعلق بحث سے اجتناب کرنا چاہیے، اور ایسے امور و مسائل جن کا وقوع نادر ہوتا ہے اس کی مثالیں بیان کی ہیں.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ ریاض الصالحین کی شرح میں کہتے ہیں:

" اسی طرح عبادت میں شدت اختیار کرنا، کہ انسان اپنے اوپر نماز یا روزہ یا دوسری عبادت جسے اللہ نے میسر اور آسان کیا ہے وہ شدت کرے، کیونکہ جب وہ اللہ کی جانب سے آسان کردہ میں اپنے اوپر شدت کرے گا تو وہ ہلاك ہو جائیگا.

اس میں بعض بیمار اور مریض اشخاص کا یہ عمل شامل ہے ۔ خاص کر رمضان میں ۔ جب اللہ سبحانہ و تعالی نے مریض کے لیے روزہ نہ رکھنا مباح کیا ہے، اور اس بیمار کو کھانے پینے کی بھی ضرورت ہے، لیکن وہ اپنے اوپر شدت کرتا ہوا روزہ رکھتا ہے، تو اس شخص کو ہم کہینگے کہ اس پر یہ حدیث " غلو اور شدت کرنے والے ہلاك ہو گئے " صادق آتی ہے.

اور اس میں یہ بھی شامل ہے کہ بعض مجتھد قسم کے طلباء توحید کے باب میں کرتے ہیں، جب وہ رب ذوالجلال کی صفات کی آیات اور احادیث پڑھتے ہیں تو وہ اس کے متعلق بحث کرنا شروع کر دیتے ہیں، اور ایسے سوالات کرتے ہیں جن کے وہ مکلف نہیں بنائے گئے، اور نہ صحابہ و تابعین اور ان کے بعد سلف امت اس پر چلے.

آپ دیکھیں کہ وہ غلو اور حد سے تجاوز کرتے ہوئے ایسی اشیاء اور امور تلاش کرتا اور بحث کرتا ہے جو ان امور میں شامل ہوتے ہیں جن کا انہیں مکلف نہیں بنایا گیا، ہم اس طرح کے افراد سے کہینگے:

اگر تو وہ کچھ جو صحابہ کرام کو کافی ہوا وہ تمہیں کافی ہے تو تم اس سے باز رہو، اور اگر تمہیں وہ کافی نہیں تو اللہ تم پر اسے وسیع نہیں کریگا، اور یہ جان لو کہ تم حرج و پریشانی اور شدت میں پڑھ جاؤگے...

اور اس میں یہ بھی شامل ہے کہ کچھ طلبا لفظی دلائل میں عقلی احتمالات داخل کر لیتے ہیں؛ آپ دیکھیں گے کہ وہ کہتا ہے یہ بھی احتمال ہے، اور یہ بھی احتمال ہے، حتی کہ وہ نص کا فائدہ ضائع کر دیتا ہے، اور ساری نص

بےحس ہو جاتی ہے اور اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا، یہ غلط ہے، آپ نصوص کا ظاہر لے لیں اور عقلی احتمالات کو چھوڑ دیں، کیونکہ اگر ہم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے دلائل پر عقلی احتمالات کو مسلط کر دیں تو ہمارے لیے کوئی حدیث یا آیت نہیں رہے گی جس سے انسان استدلال کر سکے، تو اس پر ہر چیز وارد ہو جائیگی، اور ہو سکتا ہے یہ وہمی امور اور عقلی امور اور شیطانی خیالات ہو، جو انسان کے دل میں ڈالتا ہے تا کہ وہ انسان کا اللہ پر ایمان اور عقیدہ خراب کر کے رکھ دے، اللہ اس سے محفوظ رکھے.

اس میں یہ بھی شامل ہے جو بعض متشددین وضوء میں کرتے ہیں کہ آپ دیکھیں گے وہ تین یا چار یا پانچ یا سات یا اس سے بھی زیادہ بار وضوء کرتا ہے، حالانکہ وہ اس سے عافیت میں ہے، اور اسی طرح غسل جنابت میں بھی اسے دیکھیں گے کہ وہ غسل کرتے وقت تکلف کرتے ہوئے پانی کانوں میں ڈالتا ہے اور ناک کی بانسریوں میں بھی اچھی طرح ڈالنے کا تکلف کرتا ہے.

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں شامل ہوتا ہے:

" غلو کرنے والے ہلاك ہو گئے، غلو کرنے والے ہلاك ہو گئے، غلو کرنے والے ہلاك ہو گئے "

لہذا جس نے بھی اپنے اوپر کسی ایسے امر میں سختی و شدت کی جس میں اللہ نے وسعت و آسانی رکھی ہے تو وہ اس حدیث میں داخل ہو گا " انتہی مختصرا

دیکھیں: شرح ریاض الصالحین (1 / 416 - 418).

دوم:

دین کے ظاہری شعار و علامات کا التزام کرنا، اور اللہ کی حدود کی حفاظت و پابندی کرنا، اور اللہ کے حکم کو تسیلم کرتے ہوئے ان پر عمل کرنا یہ سب کچھ دین کے واجبات میں شامل ہوتا ہے، اور اللہ رب العالمین کی جنت میں داخل ہونے کا باعث ہے.

اسے تنطع اور غلو میں شامل نہیں کیا جائیگا، الا یہ کہ جو شریعت سے باہر نکلنا چاہے، اور دین کے ثابت شدہ احکام میں طعن کرے؛ کیونکہ تنطع اور غلو مذموم ہے اور تنطع یہ ہے کہ یہ شریعت کے قانون اور آداب سے خارج ہونا ہے، تو پھر دین پر عمل کرنا اور اس کے احکام پر مضبوط سے عمل کرنے کو تنطع اور غلو کیسے کہا جا سکتا ہے !!؟

اس میں فیصلہ کن بات کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہے لہذا جو بھی صحیح اور ظاہر دلائل میں کسی چیز کا وجوب آ جائے - مثلا چہرہ ڈھانپنا اور داڑھی بڑھانا - یا کسی چیز کی حرمت - مثلا گانا بجانا اور عورتوں سے اختلاط وغیرہ - تو

اس کو تنطع اور غلو کا وصف دینا جائز نہیں، کیونکہ ایسا کرنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ جنہوں نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے ۔ پر متنطع کا اتہام لازم آئیگا!! حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نہیں.

لیکن جو نصوص میں نہیں اور وہ غلو و تنطع کی مندرجہ بالا چار تفسیر اور معانی میں شامل ہو تو اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے، اس کے اور ثابت شدہ اور ظاہر شرعی احکام کے درمیان خلط ملط کرنا جائز نہیں.

سوم:

رہی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو معاملوں میں اختیار دیا جاتا تو آپ ان میں سے آسان اختیار کرتے جبکہ وہ گناہ نہ ہوتا، اور اگر گناہ ہوتا تو وہ سب لوگوں سے زیادہ اس سے دور بھاگنے والے ہوتے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (3367) صحیح مسلم حدیث نمبر (2327).

اس لیے شریعت کو چھوڑنے کا کوئی معنی اور وجہ نہیں اور نہ ہی واجبات و فرائض میں کمی و کوتاہی کرنے کی کوئی وجہ ہے، بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی بندگی تو سب لوازمات کے ساتھ کرتے تھے، لیکن " دو معاملوں کے درمیان " سے مراد دنیاوی امور ہیں جن میں شرعی امر یا نہی نہیں، یا پھر وہ امور ہیں جو سنن اور واجبات میں سے وسعت و اختیار پر مشتمل ہیں، لیکن جب وہ واجب یا حرام ہو تو بغیر کسی کمی و کوتاہی کے اس پر عمل کرنا ہو گا.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" قولہ: " دو معاملوں کے درمیان " یعنی دنیاوی امور میں سے اس کی دلیل یہ قول ہے:

" جب تك وہ گناہ نہ ہوتا " کیونکہ دینی امور میں کوئی گناہ نہیں ہوتا.

اور قولہ: " جب تك اس میں گناہ نہ ہوتا " یعنی جب آسان امر اور معاملہ گناہ کا مقتضی نہ ہوتا، تو اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شدید امر کو اختیار کرتے، اور طرانی الاوسط میں انس رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث ہے:

" مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں میں سے آسان امر کو اختیار فرماتے جب کہ اس میں ناراضگی نہ ہو " انتہی

دیکھیں: فتح الباری (6 / 575).

واللہ اعلم .